Fikr-o-Nasar (Islamabad) 29:4 (1992)

خطبہ صدارت

ڈاکٹر جمیل جالبی

کوئی دو سال پہلے کی بات ہے کہ میں نے سوچا کہ کیوں نہ مقتدرہ قومی زبان ایک منصوبہ شروع کرے جس کے تحت امہات الکتب کے مستند اردو تراجم کرائے اور شائع کیے جائیں ۔ میں نے ایک فہرست مرتب کرنا شروع کی ۔ اس سلسلے میں مختلف لوگوں سے رجوع کیا ۔ بعض ایسی عربی کتابیں بھی فہرست میں آئیں جن کا ترجمہ خود مسلم تہذیب اور مسلم فکر کی تشکیل نو کے لیے مفید تھا۔ اب مسئلہ یہ تھا کہ عربی کتب کے تراجم کن صاحبان علم سے کرائے جائیں ۔ ایسے مترجم جو نہ صرف عربی و اردو دونوں پر یکساں قدرت رکھتے ہوں بلکہ صاحب علم و بصیرت بھی ہوں ۔ اس وقت ارشد قریشی صاحب مقتدرہ کے معتمد تھے ۔ ان سے بھی ذکر آیا ۔ دو چار دن بعد وہ ایک مرد درویش اور صاحب علم کو اپنے ساتھ لے کر آئے اور تعارف کرایا کہ یہ پیر محمد حسن صاحب ہیں ۔ عربی زبان کے عالم اور متعدد کتابوں کے مصنف ۔ میں نے کہا حضرت ! میں آپ کے نام اور کام سے واقف ہوں۔ آپ کا مداح ہوں۔ آپ نے بلوغ الارب کا جو اردو ترجمہ کیا ہے اس میں نہ صرف اصل کی روح جھلک رہی ہے بلکہ ایسی روانی اور بیان کی ایسی پختگی بھی ہے کہ جس کی جتنی توصیف کی جائے کم ہے۔ میں نے کہا کہ آپ نے ترجمہ کرتے وقت نہ صرف بلوغ الارب کے اصل متن کی مستند مآخذ کے حوالوں

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

سے تصحیح کی بلکہ اسے ایک ایسی صورت بھی دے دی کہ یہ ترجمہ بذات خود ایک مثال اور نمونہ بن گیا ہے۔ اس کے بعد میں ,,انگریزی اردو لغت،، کی تیاری میں ایسا مصروف ہوا کہ امہات الکتب کا یہ منصوبہ مؤخر ہو گیا ۔ لیکن پیر محمد حسن صاحب سے یہ پہلی ملاقات کے نقوش ایسے ثبت ہوئے کہ جب محترمی ڈاکٹر ظفر اسحق انصاری صاحب نے مجھ سے آج کے جلسے کی صدارت کے لیے فرمایا تو میں نے خوش دلی کے ساتھ اس لیۓ ہامی بھر لی کہ تقریب ایک ایسے عالم و فاضل کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے منعقد کی جا رہی تھی جس نے ساری عمر علم و ادب کی خدمت میں بسر کی اور نیک نامی کے ساتھ سلطنت علم پر حکمرانی کی ۔ اللہ تعالی انہیں صحت و سلامتی کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے ۔

ڈاکٹر پیر محمد حسن صاحب نے ، جو ۸ مارچ ۱۹۰۴ء کو پیدا ہوئے اور جو اس وقت ماشاء اللہ ۸۸ سال کی عمر سے ہم رشتہ ہیں ، ۱۹۳۰ء میں پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے عربی کیا اور پہلی پوزیشن اور گولڈ میڈل حاصل کیا ۔ ۱۹۳۶ء میں ایم ۔ اے فارسی اور ۱۹۳۸ء میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی ۔ ساری عمر درس و تدریس سے وابستہ رہے ۔ ۱۹۵۹ء میں ، پچپن سال کی عمر میں، پرنسپل گورنمنٹ کالج سٹلائیٹ ٹاؤن کی حیثیت سے ریٹائر ہوئے ۔ ۱۹۶۰ء ـــ ۱۹۶۴ء سرسید پبلک اسکول اور عبداللہ کالج راول پنڈی سے وابستہ رہے اور ۱۹۶۴ء میں اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں شیخ الادب مقرر ہوئے اور ۱۹۶۹ء میں وہاں سے ریٹائر ہو کر پوری طرح علم و ادب میں مصروف ہو گئے اور ۱۹۷۰ء سے ۱۹۹۰ء تک ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد کے کتب خانے میں بیٹھ کر گیارہ جلدوں میں العباب کی تدوین کی جو ان کا ایسا کارنامہ ہے کہ اشاعت

کے بعد ساری دنیا میں نہ صرف ان کا بلکہ پاکستان کا نام روشن کرے گا ۔ اسی طرح ان کا ایک اور تحقیقی کارنامہ شرح فصوص الحکم ہے۔ رسالہ قشیریہ کا ترجمہ مع مقدمہ وتعلیقات ان کا ایک اور زندہ کارنامہ ہے۔ ابونصر سراج طوسی کی تصنیف کتاب تصوف کا اردو ترجمہ بھی پیر محمد حسن صاحب کا شاہکار ہے۔ یہ دو کتابیں اور بلوغ الارب تو شائع ہو چکی ہیں لیکن یہ ہماری قومی بدقسمتی ہے کہ ان کے سارے دوسرے بڑے کام ابھی تک غیر مطبوعہ ہیں ۔ خوشی کی بات ہے کہ العباب ہجرہ کونسل شائع کر رہی ہے لیکن ہجرہ کونسل سے میری درخواست ہے کہ اس کی طباعت نہایت تیزی کے ساتھ کرے ۔

معزز حاضرین !

علم ہی سے قومیں سربلند ہوتی ہیں ۔ مسلمانوں نے علم ہی سے سیاسی وتہذیبی برتری حاصل کی تھی اور آج علم میں پسماندہ ہو جانے کے سبب مسلمان نہایت حقیر بن کر مغرب کے پیروں تلے روندے جا رہے ہیں ۔ جو قوم علم کی سلطنت قائم کر لیتی ہے ، وہ دنیا میں معزز اور محترم ہو جاتی ہے۔ ہم پاکستانیوں کو بھی اب اس طرف توجہ دینی چاہیئے کہ یہی راہ نجات ہے اور یہی وسیلہ ظفر اور ذریعہ عظمت ہے۔ پیر محمد حسن صاحب نے قوم کو یہی راستہ دکھایا ہے اور یہی راستہ ہے جس پر چل کر ہم عظمت رفتہ کو دوبارہ حاصل کر سکتے ہیں ۔ میں ڈاکٹر پیر محمد حسن صاحب کو آج کی محفل میں نہ صرف ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں بلکہ ان کی علمی عظمتوں کو سلام کرتا ہوں اور نئی نسلوں کی توجہ اس امر کی طرف دلاتا ہوں کہ وہ علم کے تعلق سے پیر محمد حسن صاحب کی پیروی کریں اور

اس لیے کریں کہ یہی کامیابی اور ترقی کا حقیقی راستہ ہے۔

ان الفاظ کے ساتھ میں ایک بار پھر پیر محمد حسن صاحب کو ته دل سے پر خلوص مبارک باد پیش کرتا ہوں اور آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اجازت چاہتا ہوں۔

★★★